اسلامی اقتصادی نظام

کچھ ماہرین اقتصاد، اخلاقیات سے اقتصادات کا ربط مشکل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم الا قتصاد ایک غیر جانبدارانہ فن ہے جس کا اخلاقی مباحث سے کوئی تعلق نہیں لیکن اسلامی اقتصاد میں اخلاقیات کو اسلامی عقیدے کا ایک جزء سمجھا جاتا ہے اس لیے تجارتی اور اقتصادی معاملات کو شریعت اسلامی کے عام دائرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ مسلمان دوسروں کے ساتھ اپنے دیگر تعامل کی طرح ایسے معاملے میں بھی اللہ کی نگرانی کا خیال رکھتا ہے۔ اقتصادی اخلاقیات کے کئی اسلامی اصول وضابطے ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

اسلامی اقتصاد ایمان و تقویٰ کا داعی ہے ۱۔

تقویٰ اسلامی اقتصاد کے اصول وضوابط میں سے ایک اہم بنیادی ضابطہ ہے۔ بلکہ جملہ شعبہ حیات میں ہی وہ ایک بنیادی ضابطہ ہے کیونکہ زندگی بجائے خود اللہ کی امانت، رضائے مولیٰ کی مشتاق اور اس کے عذاب سے خائف ہے۔ طریقہ ہائے تقویٰ میں سے چند ایک یہ ہیں۔

:امانت

عام لوگ امانت کو اس کے سب سے تنگ معنیٰ و مفہوم سونپے گئے سامان کی حفاظت میں ہی محصور کرتے ہیں جبکہ اس کے اور بھی دیگر معنیٰ مفہوم ہیں جیسے آدمی (فیکٹری ہو یا کھیت کھلیان یا پھر دوکان، بازار کہیں بھی) کام میں اپنی مکمل ذمہ داری ادا کرنے کا خواہاں و کوشاں رہے اور لوگوں کے ان سبھی حقوق کا خیال رکھے جو اس پر عائد ہیں، اسلامی اقتصاد میں امانت کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اپنے کسی ذاتی فائدے یا رشتہ دار کے مفاد کی خاطر اپنے منصب کا ناجائز استعمال نہ کرے۔

امانت کے ان معانی و مفاہیم کی کئی احادیث دلیل بھی ہیں، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: "لکل غادر لواء یرفع لہ بقدر غدرتہ إلا ولا غادر أعظم من أمیر عامتہ۔" ہر فریبی کیلئے (قیامت کے دن) ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکہ وفریب کے حساب سے بلند رہے گا۔ سنو! امیر عام کے بدعہدی کرنے والے سے بڑھ کر کوئی فریبی نہیں۔"

''۔ اور یہ ارشاد: ''من استعملناہ علی عمل فرزقناہ رزقاً فما أخذ بعد ذلک فھو غلول

یعنی ہم نے کسی کو کسی کام کیلئے مزدوری پہ رکھا اور اسے اجرت بھی دے دی پھر اس کے بعد بھی وہ کچھ لے لیتا ہے تو یہ خیانت ہے ''

بعثت سے قبل آپ کی سب سے ممتاز صفت یہی امانت تھی یہاں تک کہ آپ کو امین (امانت دار) کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

:وفا

اسلامی اقتصاد میں عقد اور عہد و پیمان کی بڑی اہمیت ہے اسی وجہ سے انسان کی وعدہ وفائی دنیا و آخرت میں اس کی عزت و سعادت کی بنیاد ہے اور اسلامی اقتصاد اسی عہد و عقد پر مبنی ہے جس کے اندر مالی معاملات ملحوظ ہوتے ہیں بشرطیکہ وہ کتاب و سنت کے مطابق شریعت کے مقاصد بروئے کار لانے والے ہوں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: {یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ} (مائدۃ:۱) '' اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔'' اور فرماتا ہے: {وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا} (اسراء:۳۴) '' اور وعدے پورے کرو، کیونکہ قول و قرار کی باز پرس ہوگی۔

اسلامی اقتصاد خیر کی آفاقیت کا پیغام دیتا ہے۔ ۲۔

اسلامی اقتصاد بذل و انفاق پر مبنی ہے اس لیے اسلام نے مسلمانوں کو ایثار و سخاوت و عطیہ و بخشش کی دعوت دی ہے اور نیکی و احسان کی طرف بڑھنے کی نصیحت کی ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: {وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ} (بقرۃ:۲۱۹) '' اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ تو آپ فرما دیجئے کہ حاجت سے زائد چیز ''۔

اور فرماتا ہے: {يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ} (بقرۃ:۲۱۵) ''لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں تو آپ فرمادیں کہ جو مال تم خرچ کرو، وہ ماں باپ کیلئے ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے۔

اور فرماتا ہے: {وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ} (البقرۃ:۱۷۷) '' بلکہ حقیقتاً اچھا شخص وہ ہے جو اللہ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلام آزاد کرانے میں دے ۔

اسلامی اقتصاد میں '' بر (نیکی)'' کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ اس میں آپ ہر صحیح و درست کی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔

۳۔ اسلامی اقتصاد اعتدال و میانہ روی کی دعوت دیتا ہے۔

اسلامی اقتصاد لوگوں کے انفرادی و معاشرتی اور اقتصادی مسائل منظم کرتا ہے تاکہ مسلمان مہلک رہبانیت اور تباہ کن مادیت کی طرف مائل نہ ہو، وہ توسط و میانہ روی، صحیح راستہ کی پیروی اور اعتدال و توازن کی بات کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا} (القصص:۷۷) '' اور جو کچھ اللہ نے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول۔''

اس لیے اسلامی اقتصاد کی اولین بات یہ ہے مسلمان شکم پرور نہیں ہو، جس کی صرف یہی فکر ہو کہ اس کے دسترخوان پر قسم قسم کے کھانے رہیں، اسراف و تبذیر اور عیش کوشی کی ممانعت تو اسی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ} (الاعراف:۳۱) '' اے آدم کے بیٹو! ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو، کھاؤ، پیو اور فضول خرچی مت کرو، بلاشبہ وہ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

اور فرمایا: {وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیرًا☆اِنَّ الْمُبَذِّرِینَ کَانُوا اِخْوَانَ الشَّیٰطِینِ} (اسراء:۲۶-۲۷) " اور اسراف و بے جا خرچ سے بچو بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔"

نیز فرمایا: {وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِکَ قَرْیَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِیهَا فَفَسَقُوا فِیهَا} (اسراء:۱۶) " اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے خوش حال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلے عام نافرمانی کرنے لگتے ہیں اسی طرح بخل اور کنجوسی کی بھی ممانعت آئی ہے۔" {وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُولَةً اِلَی عُنُقِکَ} (اسراء:۲۹) " اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا مت رکھ۔"

اور فرمایا: {فَمِنْکُمْ مَنْ یَبْخَلُ وَمَنْ یَبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ} (محمد:۳۸) " تم میں سے کچھ بخیلی کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے وہ دراصل اپنی جان سے بخیلی کرتا ہے۔"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ " ایّاکم والشح" (ترمذی)(بخالت سے بچو۔)

اسراف و فضول خرچی اور بخالت و کنجوسی کی ممانعت اعتدال و میانہ روی کی ہی دعوت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے {وَالَّذِینَ اِذَا اَنْفَقُوا لَمْ یُسْرِفُوا وَلَمْ یَقْتُرُوا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا} (فرقان:۶۷) " اور جو خرچ کرتے وقت اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں۔"

اقتصادی نقطۂ نظر سے بخالت لوگوں کو بربادی کی طرف بڑھنے کی راہ بتاتی ہے جبکہ اسراف و عیش کوشی تبذیر و غیر ضروری خرچ کی اور یہ دونوں ہی ناپسندیدہ ہیں اس لیے اعتدال و میانہ روی کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ فرد اور معاشرے پر اس کے مثبت معاشرتی، اخلاقی اور اقتصادی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اقتصادی عمل کے قرآنی طریقے

قرآنی آیات، انسان اور حیات و کائنات سے متعلق بحث کرتی ہیں سبب و مسبب، علت و معلول کے مطابق مختلف واقعات کے مابین پائے جانے والے تعلقات کو بھی یقینی بتاتی ہیں۔

قرآنی آیات کا استقراء بتاتا ہے کہ قرآن جن طریقوں کی وضاحت کرتا ہے، ان کے مختلف رنگ اور خاص مقاصد ہیں۔ اس لیے انسان کو بحث و تحقیق اور سنن واحکام کے جائزہ کی دعوت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: { قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ } (آل عمران: ۱۳۷) "تم سے پہلے بھی ایسے واقعات گزر چکے ہیں سو زمین میں چل پھر کر دیکھ لو۔"

مختلف قرآنی آیات ایسے کچھ طریقوں کی وضاحت کرتی ہیں جو تاریکی کے بیچ راہ یابی کے بنیادی ضابطے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے { وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا مِنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ } (نور: ۳۴) "ہم نے تمہاری طرف کھلی اور روشن آیتیں اتار دی ہیں اور ان لوگوں کی کہاوتیں جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور پرہیز گاروں کیلئے نصیحت ہے۔"

آئندہ سطور میں ہم بہ اختصار کچھ ایسے قرآنی طریقے پیش کر رہے ہیں، جن کا اقتصادی تقاضوں سے گہرا رشتہ ہے:

امت کی اصلاح اور اس کی اقتصادی حالت کے مابین ربط

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: { وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ } (مائدۃ: ۶۶) "اور اگر یہ لوگ تورات انجیل اور ان کی طرف اللہ کے پاس سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے ان کے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر اور نیچے سے بھی روزی پاتے اور کھاتے۔"

اور فرماتا ہے: { وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ } (الاعراف: ۹۶) "اور اگر ان بستیوں والے ایمان لے آتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتے۔"

نیز فرماتا ہے { وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ☆ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ } (طلاق: ۲-۳) "اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کیلئے سبیل نکالے گا اور اسے اس طرح روزی دے گا کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلے گا او جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا۔"

ان آیات میں اس بات کا اشارہ ہے کہ تقویٰ اور توکل علی اللہ کے فوراً یا بعد میں ایسے آثار ضرور نمایاں ہوتے ہیں جو ربانی عنایت، الٰہی حکمت اور اقتصادی و معاشرتی زندگی میں مدد و اصلاح کی تصویر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: { إِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِأَنْفُسِہِمْ } (الرعد: ۱۱) " اللہ کسی قوم کی حالت تب تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو نہ بدل لیں۔"

یہ آیت ہمارے سامنے فرد و معاشرے کے بیچ کے گہرے رشتے کا معیار بتاتی ہے جو دونوں کی داخلی و خارجی حقیقت کے درمیان قائم رہتا ہے۔

ذَلِکَ بِأَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِعْمَۃً أَنْعَمَہَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِأَنْفُسِہِمْ } (الانفال: ۵۳) " یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ کسی قوم پر } کوئی نعمت انعام فرما کر پھر بدل دے، جب تک کہ وہ خود اپنی اس حالت کو نہ بدل لیں۔"

مذکورہ آیات ایسے حقیقی مضامین و تفاہیم بیان کرتی ہیں جن کو مروج و فروغ کا راز سمجھا جاتا ہے یا پھر زوال و انحطاط کی تصویر۔ اور یہ بھی کا انجماد و انحطاط کے سلبی دور سے تب ہی نکلا جا سکتا ہے جب کہ بنیادی مسائل معلوم ہوں۔ علل و اسباب کا پتہ چلے اور فرد و جماعت کی داخلی حالت سے پیدا اہم باتوں کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ مذکورہ بحث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام تاریخی و اجتماعی اور اقتصادی واقعات و حقائق کے طریقے و تفصیلی اصول بیان کرنے میں سب سے کامیاب ہے اس لیے کہ وہ سب الٰہی احکام و قوانین پر مبنی ہیں۔

عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى ۔ ۹۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ کہ باہمی محبت، رحمت اور شفقت کے " اعتبار سے مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ جب اس کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بیداری اور بخار سے بے قرار ہو جاتا ہے "

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الْكَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا۔ (جامع ۱۰۔

(٦٦٨٧: الترمذی، حدیث

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حکیمانہ بات مومن کی گمشدہ متاع ہے، وہ اسے ''

(جہاں بھی پائے، وہ اس کا زیادہ حق دار ہے'' (امام ترمذی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے

***